تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّہ فِی الْفَتَاوَی الرَّضَوِیَّہ

فتاوٰی رضویہ

تصنیف لطیف:۔ اعلٰی حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK

www.alahazratnetwork.org

مشرف نہیں ہوا مغموم ہوں امید کرتا ہوں کہ امرِ حق ظاہر کرنے میں توقف نہ فرمایئے گا اور بندہ کے استقامت و حسنِ خاتمہ کی واسطے بدرگاہ خدا ہو جیے گا۔ **مسئلہ** پاک (جس کی طہارت میں قطعی یقین حاصل ہو جیسے نیا) جُوتا پہن کر کوئی سی نماز نوافل یا فرائض ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقہ و حدیث کی مطولات کا حوالہ دیں تو بہت خوب ہے۔

الجواب

جنابِ من! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے کانپور سے یہ سوال بصورتِ دیگر مرسل عباد اللہ خاں کا آیا اور جواب چھپ گیا اب اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر جُوتا بالکل غیر استعمالی ہو کر صرف مسجد کے اندر پہنا جائے اور پنجہ اتنا سخت نہ ہو کہ سجدہ میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ بچھنے دے تو اس سے نماز میں کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہے، اور یہی امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی سنّت ہے کہ دو جُوتے رکھتے ایک راہ میں پہنتے اور جب کنارۂ مسجد پر آتے اُسے اُتار کر غیر استعمالی کو پہن لیتے اور اگر استعمالی ہو تو اُسے پہن کر مسجد میں جانا بے ادبی ہے اور غیر مسجد میں بھی نماز میں اتار دیا جائے اور اگر پنجہ اتنا سخت ہے کہ کسی انگل کا پیٹ زمین پر نہ بچھنے دے گا تو نماز ہی نہ ہوگی کما حققناہ فی فتاوٰنا (جیسا کہ اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاوٰی میں کی ہے۔ ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۲۳ از رام نگر ضلع نینی تال مرسلہ عنایت اللہ خاں ڈپٹی پوسٹ ماسٹر ۲۶ ذیلقعدہ ۱۳۱۲ھ

قبلہ وکعبہ دارین دام ظلکم! کلمہ طیبہ شریف جب ورد کرکے پڑھا جائے تو اس میں ہر کلمہ پر جب نام نامی حضور اقدس صلعم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کا آوے درود پڑھنا چاہئے یا ایک مرتبہ جبکہ وہ جلسہ ختم کرے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

جوابِ مسئلہ سے پہلے ایک بہت ضروری مسئلہ معلوم کیجئے سوال میں نام پاک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ بجائے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلعم لکھا ہے۔ یہ جہالت آج کل بہت جلد بازوں میں رائج ہے کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی عم کوئی ص، اور یہ سب بیہودہ و مکروہ و سخت ناپسند و موجب محرومی شدید ہے اس سے بہت سخت احتراز چاہئے اگر تحریر میں ہزار جگہ نامِ پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آئے ہر جگہ پورا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لکھا جائے ہرگز ہرگز کہیں صلعم وغیرہ نہ ہو علماء نے اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت اشد حکم لکھ دیا ہے، علامہ طحطاوی حاشیۂ دُرمختار میں فرماتے ہیں،

ویکرہ الرمز بالصلٰوۃ والترضی بالکتابۃ بل یکتب ذٰلک کلہ بکمالہ وفی بعض المواضع

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جگہ ص وغیرہ اور رضی اللہ تعالٰی عنہ کی جگہ رض لکھنا مکروہ ہے بلکہ اسے کامل طور پر

الامام فی ترکہ کما صرح بہ العلماء فلیس ینقض فی الحقیقۃ لانہا انما ھی فی فعل ذالک الواجب ولزم من اتیانہ ترک ھذا المستحب فالامام ترکہ قصداً او سہواً والمقتدی لایترکہ لمحض ان الامام ترکہ بل لانہ لوفعلہ لفاتہ ما ھو اھم والزم فصح قولنا لایلزم المتابعۃ فی ترک المستحب مطلقا ای من حیث ھو ھو فافہم فانہ احری بہ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

واجب فعل میں امام کی مخالفت لازم آرہی ہو کیونکہ اس صورت میں امام کی متابعت اس کے ترک میں واجب ہوگی جیسا کہ علما نے تصریح کی ہے پس یہ حقیقۃً اعتراض ہی نہیں کیونکہ یہ تو فعل واجب کی متابعت کا معاملہ تھا اور اس کے بجالانے سے اس مستحب کا ترک ہوا پس امام اگر مستحب کو قصداً یا سہواً ترک کردے تو مقتدی محض اس لئے ترک نہیں کرسکتا کہ امام نے ترک کیا ہے بلکہ وہ اس لئے ترک کرے گا کہ اگر وہ اس مستحب کو بجالاتا ہے تو اس سے جو اہم اور زیادہ لازم ہے وہ فوت ہوجائے گا، پس ہمارا قول "مستحب بحیثیت مستحب کے ترک میں امام کی متابعت لازم نہیں" صحیح ٹھہرا پس اسے اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ یہی اس مقام کے لائق ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۵۹۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کسی مسجد کا امام وہابی المذہب ہو تو اس کی اقتدا کرنا بہتر ہے یا اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ان دیار میں وہابی اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو اسمٰعیل دہلوی کے پیرو اور اُس کی کتاب "تقویۃ الایمان" کے معتقد ہیں یہ لوگ مثل شیعہ خارجی معتزلہ وغیرہم اہلسنّت وجماعت کے مخالف مذہب ہیں ان میں سے جس شخص کی بدعت حدِ کفر تک نہ ہو یہ اُس وقت تھا اب کبرائے وہابیہ نے کھلے کھلے ضروریاتِ دین کا انکار کیا اور تمام وہابیہ اُس میں اُن کے موافق یا کم از کم اُن کے حامی یا اُنھیں مسلمان جاننے والے ہیں اور یہ سب صریح کفر ہیں، تو اب وہابیہ میں کوئی ایسا نہ رہا جس کی بدعت کفر سے گری ہوئی ہو خواہ غیر مقلد ہو یا بظاہر مقلد نسأل اللہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالٰی سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے اور جو اس حد تک پہنچ گئی تو اقتدا اس کی اصلاً صحیح نہیں۔ شرح عقائد نسفی میں ہے:

ما نقل عن بعض السلف من المنع عن الصلٰوۃ خلف المبتدع محمول

بعض اسلاف سے یہ جو منقول ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز منع ہے یہ کراہت پر محمول ہے کیونکہ فاسق

علی الکراھۃ اذلا کلام فی کراھۃ الصلوۃ خلف الفاسق والمبتدع ھذا اذا لم یؤد الفسق والبدعۃ الی حد الکفر اما اذا ادی الیہ فلا کلام فی عدم جواز الصلاۃ خلفہ[1]۔

اور بدعتی کے پیچھے نماز کے مکروہ ہونے میں کوئی کلام نہیں لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ اس کا فسق اور بدعت حدِ کفر تک نہ پہنچے ہوں، اگر حدِ کفر تک پہنچ جائیں تو ان کے پیچھے نماز کے عدمِ جواز میں کوئی کلام نہیں۔ (ت)

اور اسی طرح بحرالرائق میں محیط اور خلاصہ اور مجتبٰی سے منقول ہے:

حیث قال وقیدہ فی المحیط والخلاصۃ والمجتبی وغیرھا بان لاتکون بدعتہ تکفرہ فان کانت تکفرہ فالصلاۃ خلفہ لاتجوز[2]۔

اس کے الفاظ ہیں کہ محیط، خلاصہ اور مجتبٰی وغیرہ میں اسے اس قید کے ساتھ مقید کیا ہے کہ وہ بدعت حدِ کفر تک نہ پہنچانے والی ہو اگر اس سے وہ کافر ہوگیا ہے تو اس کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں (ت)

اور جب امام مسجد وہابی المذہب ہو اور اسے منع کرنے اور امامت سے باز رکھنے پر قدرت حاصل نہ ہو تو اس مسجد کو چھوڑ کر چلا جائے اور دوسری مسجد میں جس کا امام ایسے خبائث سے پاک ہو نماز پڑھے۔ بحرالرائق میں ہے

وذکر الشارح وغیرہ ان الفاسق اذا تعذر منعہ یصلی الجمعۃ خلفہ وفی غیرھا ینتقل الی مسجد اخر وعلل لہ فی المعراج بان فی غیر الجمعۃ یجد اماما غیرہ فقال فی فتح القدیر یکرہ الاقتداء بہ فی الجمعۃ اذا تعددت اقامتہا فی المصر علی قول محمد ھو المفتی بہ[3] قلت فاذا کان ھذا حکم الفاسقین فی الاعمال فما ظنک بالفاسقین فی العقائد واللہ

شارح وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جب فاسق کو امامت سے روکنا دشوار ہو تو جمعہ کی نماز اس کی اقتدا میں پڑھ لی جائے اور دیگر نمازوں کے لئے کسی دوسری مسجد میں چلا جائے، معراج میں اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ جمعہ کے علاوہ میں دوسرا امام میسر آسکتا ہے، اور فتح القدیر میں ہے اس بنا پر اگر جمعہ شہر میں متعدد جگہ ہوتا ہو تو جمعہ میں بھی اقتدا مکروہ ہوگی، اور امام محمد کے قول کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے اور اسی پر فتوٰی ہے قلت (میں

---

[1] شرح عقائد النسفیۃ مسئلہ ان الفاسق لیس من اہل الولایۃ مطبوعہ مطبع شرکۃ الاسلام دارالاشاعت قندھار ص ۱۱۵
[2] بحرالرائق باب الامامۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۴۹
[3] ایضاً

تعالٰی اعلم۔

کہتا ہوں) جب اعمال میں فسق رکھنے والوں کا یہ حکم ہے تو عقائد میں فسق رکھنے والوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہوگا! واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۵۹۳: از شہر کہنہ بریلی مرسلہ مولوی غلام محمد صاحب پنجابی ۸ شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ

ایک جنازہ وقت غروب شمس کے پاس مسجد کے موجود ہوا اور وہ جنازہ اہل سنّت و جماعت کا تھا حال یہ ہے کہ وارث میّت کے من کل الوجوہ جاہل تھے حتی کہ نماز سے اور امام اس مسجد کا پانچوں وقت نماز تاکید سے پڑھاتا ہے اور کتب درسیہ متداولہ میں بھی تعلیم و تعلّم رکھتا ہے اور خالص سنّت و جماعت سے ہے اور خالص حنفی ہے اور اُس امام کا یہ عقیدہ منعقد ہوا ہے خدا ایک ہے مثل اس کے متصوّر نہیں ہوسکتا ہے اور سب انبیاء علیہم السلام صادق ہیں خصوصاً حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بزرگی میں سب سے زیادہ ہیں اور بعد سب انبیاء علیہم السلام کے بزرگی میں سب سے زیادہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر ہیں پھر حضرت عثمان ہیں پھر حضرت علی ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم، اور کرامت اولیاء اللہ کی بھی برحق ہے خلاصہ جو طریقہ اہلسنت و جماعت کا ہے وہ اُس امام میں موجود ہے اور ایک شخص اور ہے کتب درسیہ پڑھے ہے یا نہیں واللہ اعلم بالصواب مگر دعوٰی ہے اور تعلیم و تعلّم بھی کسی کتاب کا نہیں ہے اور اُس شخص کا عقیدہ یہ ہے کہ بزرگی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سب آدمی سے زیادہ ہے مگر حضرت علی اور بی بی فاطمہ اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالٰی عنہم سے زیادہ نہیں ہے بلکہ یہ سب پانچ تن بزرگی میں برابر ہیں اور بزرگی حضرت علی کی سب اصحاب سے زیادہ ہے اور وہ شخص نماز پانچ وقت جماعت سے نہیں پڑھتا ہے بلکہ محض جمعہ کے دن جماعت سے پڑھتا ہے اور تعزیہ بنانے کو بھی اچھا کہتا ہے وقت جنازہ کے یہ دونوں مولوی مذکور موجود تھے اور دونوں کو ورثائے میّت نے بُلایا تھا اور دونوں کو حکم جنازہ پڑھانے کا کیا اور سوا امام کے دوسرا مولوی امام بن گیا اس وقت امام نے کہا لائق امامتِ جنازہ کے میں ہوں چونکہ سلطان اور قاضی اس وقت میں نہیں ہیں اور یہی بات شرح وقایہ اور ہدایہ اور سب کتابوں میں موجود ہے عبارت مسئلہ مذکورہ کی یہ ہے:

والاحق بالامامۃ السلطان ثم القاضی ثم امام الحی ثم الولی کما فی العصبات۔

امامت کا زیادہ حقدار سلطان ہے پھر قاضی پھر محلہ کا امام پھر ولی، اس ترتیب سے جو عصبات میں ہے (ت)

اور وہ مولوی اس مسئلہ کو نہ مانا اور امام بنا اور امام الحی نے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی اس وجہ سے کہ اس نے اس مسئلہ محررہ کو نہ مانا اور بلحاظ عقائد مذکورہ محررہ کے امام الحی نے اس کے پیچھے نماز ترک کی۔ آیا امام ہونا نماز جنازہ کا امام الحی مولوی کو لائق تھا یا دوسرے مولوی کو، اور نماز کا ترک کرنا امام الحی کا ایسے شخص کے پیچھے